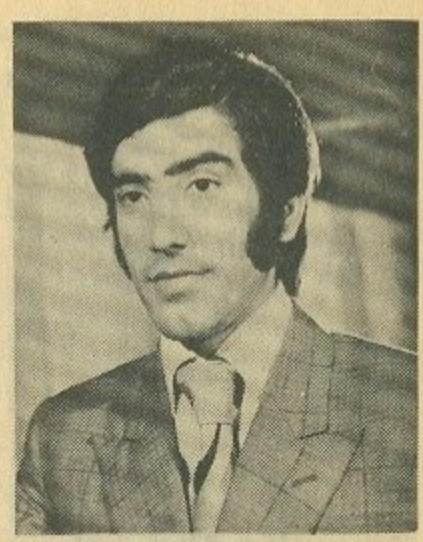

جاوید (ظفر الملک)

مولانا ہپی (جیمسن)

دھماکہ اور دھماکہ گر

ابن صفی کی فلمی کہانی کے ہدایتکار اور اداکاروں سے بات چیت

۳۱ مئی کی شام کو جب دہکتا، گرجتا ہوا سورج نڈھال ہو کر اپنی مغربی کمیں گاہ میں چھپتا چلا جا رہا تھا — میں ابن صفی صاحب کے ساتھ ایسٹرن اسٹوڈیو پہونچا۔ جہاں ان کی فلمی کہانی "دھماکہ" کو چہروں میں ڈھالا جا رہا ہے ایسے چہروں میں جو دلکش ہیں، دلچسپ ہیں، نئے بھی ہیں اور پرانے بھی — لگن اور جذبوں سے بھرپور ان چہروں میں ایک چہرہ مولانا ہپی کا ہے۔ اپنے نام ہی کی طرح ایک دلچسپ شخصیت! — دھماکہ کے فلم ساز اور اداکار — فلم میں وہ جیمسن کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ اس وقت اسٹوڈیو کے پروجیکشن ہال میں تھے۔ ہم وہاں پہنچے اور اچانک ایک نسوانی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

میں تو کنّوں سے کاٹوں گی
میں تو ہتھے سے کاٹوں گی

یہ آواز سن کر حیرت ہوئی کہ یہ کون عورت ہے جو اسٹوڈیو میں پتنگ بازی کر رہی ہے اور مخالف کی پتنگ کو کنّوں سے کاٹنے کا خطرناک ارادہ کر بیٹھی ہے۔

پتہ چلا کہ فلم اسٹار شبنم ہیں جنہوں نے دھماکہ میں پتنگ بازی فرمائی ہے۔ پتنگ اڑاتے ہوئے وہ مسرور انور

ایچ اقبال

کا گیت، لال محمد اقبال کی دھن میں اڑا رہی تھیں۔ یہ منظر فلمائے ہوئے کافی دن گذر چکے تھے اور آج اس کے رش پرنٹ دیکھے جا رہے تھے۔ جب میں اور ابن صفی صاحب وہاں پہنچے تو مولانا ہپی نے فلم ایک بار پھر چلوائی۔ رنگا رنگ منظر اور تیز موسیقی سے ہال گونجنے لگا۔ شبنم پتنگ اڑاتے ہوئے خود بھی پتنگ کی طرح متحرک اور رنگا رنگ نظر آ رہی تھیں۔ جب وہ ہتھے سے کٹ کر فارغ ہوئیں تو ہم سب لوگ نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے، لیکن خدا لگتی کہ ہمارا یہ پروگرام نہیں تھا کہ شبنم کے مخالف کی کٹی ہوئی پتنگ یا ڈور لوٹی جائے بلکہ ہمارا مقصد صرف اتنا تھا کہ کہیں سکون سے دو گھڑی بیٹھ کر خلوص و محبت کی باتیں کی جائیں۔

مولانا ہپی کے ساتھ فلم کے ہدایتکار قمر زیدی اور نوجوان فنکار جاوید بھی تھے جو دھماکہ میں ظفر الملک کا کردار ادا کر رہے تھے۔ پروجیکشن ہال سے نکلتے ہوئے قمر زیدی صاحب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر کبھی ابن صفی کا ناول "ظلمات کا دیوتا" فلمایا گیا تو وہ اس میں "بوغا" کا کردار ادا کریں گے۔

مولانا ہپی کے دفتر میں گرمی تھی اس لئے باہر ہی کھلے میں کرسیوں پر نشست جمی۔ چائے کا دور چلا اور اس کے ساتھ ہی باتیں بھی چل پڑیں۔ میری نظریں بار بار نوجوان اور نووارد فنکار جاوید کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ میں نے ان کو ہر طرح سے جانچا، ناپا، تولا اور اس نتیجے پر پہونچا کہ ظفر الملک کا کردار ادا کرنے کے لئے وہ واقعی بہت "فٹ" ہیں۔

مولانا ہپی میرے بائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا۔

"مولانا! آخر آپ مولانا ہپی کیوں کہلاتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ آپ کا اصل نام نہیں ہوگا۔"

مولانا یہ سن کر ہنسے اور کہنے لگے "صاحب والدین نے تو میرا نام حسین رکھا تھا لیکن میں نے اب جو بیچ دھچ اختیار کر لی ہے اس کے پیش نظر میں اب اس محترم نام کے قابل نہیں رہا۔"

یہاں میں یہ واضح کر دوں کہ فلم میں مولانا کا جو حلیہ ہے وہی حقیقتاً بھی ہے۔ گنجان ڈاڑھی، سر کے بال بڑھے ہوئے اور کھدر کا کرتہ اور شلوار۔

مولانا نے کہا "بس اسی حلیے کے باعث احباب نے مجھے مولانا ہپی کہنا شروع کر دیا ہے۔"

"جب آپ کو اس نام سے پکارا جاتا ہے تو آپ کچھ عجیب سا نہیں محسوس کرتے؟"

"پہلے کرتا تھا۔ اب تو اس کا عادی ہو چکا ہوں۔" مولانا نے ہنس کر کہا۔

"یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ آپ کی یہ بیچ دھچ حسین کے کردار سے مطابقت رکھتی ہے۔" میں نے کہا۔ "آپ کے ذہن میں یہ خیال کیوں اور کیسے پیدا ہوا تھا کہ آپ حسین کا کردار ادا کریں۔"

"جی نہیں۔ یہ خیال میرے ذہن کی پیداوار نہیں ہے۔ میں تو بس ایک فلم بنانا چاہتا تھا۔ اس کے لئے میرے ذہن میں ایک آئیڈیا تھا جو میں نے زیدی صاحب کو سنایا اور خواہش ظاہر کی کہ اس خیال کو کسی مصنف سے ڈیولپ کرایا جائے۔ پھر جب زیدی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کون سا مصنف اس کے لئے مناسب رہے گا، تو میں نے فوراً ابن صفی صاحب کا نام لیا۔"

"آپ نے ابن صفی صاحب کے سارے ناول پڑھے ہیں؟"

"کئی کئی مرتبہ۔" مولانا نے جواب دیا۔

"ابن صفی صاحب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

میرا یہ سوال کرنا تھا کہ ابن صفی صاحب جو میرے

ہدایت کار قمر زیدی فلسٹار شبنم کو غالباً کوئی دھماکہ کرنے کی ہدایات دے رہے ہیں

دائیں ہاتھ پر بیٹھے تھے جلدی سے کھڑے ہو گئے اور ہنستے ہوئے بولے۔

"بھئی میں یہاں سے چلا جاتا ہوں تاکہ مولانا اپنی صحیح رائے کا اظہار کرتے ہوئے ہچکچاہٹ نہ محسوس کریں۔"

اس بیساختگی پر بے اختیار قہقہے لگائے گئے۔ مولانا نے ابن صفی صاحب کو جانے نہیں دیا اور وہ پھر بیٹھ گئے۔

مولانا نے مجھ سے کہا۔ "میں ابن صفی صاحب کا بہت پرانا مداح ہوں اور ان کا احترام کرتا ہوں اس لئے میری رائے اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ وہ بہت بڑے مصنف ہیں۔"

"آپ کا کیا خیال ہے زیدی صاحب!" میں قمر زیدی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مجھے مولانا کے خیال سے اتفاق ہے۔" قمر زیدی صاحب نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے بھی ابن صفی صاحب کے سارے ناول پڑھے ہیں؟"

"سارے تو نہیں لیکن خاصے پڑھے ہیں۔ دراصل میری بیگم ان کے ناول بڑے شوق سے پڑھتی ہیں اس لئے ان کا ہر ناول گھر میں ضرور آتا ہے۔"

میں نے ابن صفی صاحب کے بارے میں جو سوال قمر زیدی صاحب اور مولانا سے کیا تھا وہی سوال جاوید عرف ظفر الملک سے بھی کر ڈالا۔

جاوید مسکرائے اور پھر بولے "یہ میری بدقسمتی تھی کہ میں نے پہلے کبھی ابن صفی صاحب کو نہیں پڑھا تھا۔ دراصل مجھے ناول بینی کا شوق ہی نہیں رہا لیکن بہرحال میں نے ابن صفی صاحب کی شہرت تو خوب سنی تھی اور جب اس فلم کے لئے میرا انتخاب کر لیا گیا تو میں نے ان کے ناول پڑھے اور اب بھی پڑھ رہا ہوں۔ میں نے خاص طور سے وہ ناول بہت غور سے پڑھے جن میں ظفر الملک اور جیمسن کے کردار ہیں۔ ان

ناولوں کو پڑھ کر مجھے اپنا کردار سمجھنے میں بہت مدد ملی۔ ویسے ابن صفی اور زیدی صاحبان نے بھی مجھے اس کردار کے بارے میں خوب سمجھایا ہے اور میرا خیال ہے کہ میں اپنے کردار کو پوری طرح سمجھ چکا ہوں۔"

"آپ اچانک اداکار بن گئے ہیں یا آپ کو پہلے ہی سے اس کا شوق ہے؟"

"میرا یہ شوق بہت پرانا ہے۔ ریڈیو پر صداکاری کر چکا ہوں اور ٹی وی پر پیش کئے جانے والے بعض ڈراموں میں بھی چھوٹے موٹے رول کئے ہیں۔"

"پھر تو آپ کو اتنا اہم رول ملنے پر بے حد خوشی ہوئی ہوگی۔"

"قدرتی بات ہے۔" جاوید مسکراتے ہوئے بولے۔ "میری یہ خوشی اس وقت اور بڑھ گئی جب والد صاحب نے بخوشی مجھے اس کی اجازت دیدی۔ دراصل انھوں نے اس شوق کے سلسلے میں پہلے کبھی میری ہمت افزائی نہیں کی تھی۔"

"ممکن ہے کہ وہ آپ کا چھوٹے موٹے رول کرنا اچھا نہ سمجھتے ہوں لیکن اب جب آپ کو ایک اہم رول ملا ہے تو انہیں اس میں کوئی برائی محسوس نہیں ہوئی۔"

"شاید یہی بات ہو۔"

"کیا آپ اس فلم میں اپنے کردار کو پوری طرح نبھا سکے ہیں؟"

"میں نے تو اپنی انتہائی کوششیں صرف کی ہیں لیکن میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو فلم بین ہی کر سکیں گے۔ ویسے زیدی صاحب بھی بحیثیت ہدایت کار اس امر پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔"

میں نے سوالیہ نظروں سے زیدی صاحب کی طرف دیکھا۔ زیدی صاحب بولے "میں جاوید میاں اور مولانا کے

ظفر الملک مجرموں کے ایک گرگے کی پٹائی کر رہا ہے

کام سے مطمئن ہوں۔ جاوید میاں کے بارے میں تو شبنم کی بھی یہی رائے ہے کہ یہ بہت باصلاحیت نوجوان ہیں۔ شبنم کا کہنا ہے کہ انھوں نے یہ محسوس ہی نہیں کیا ان کے ساتھ کوئی اناڑی کام کر رہا ہے۔"

"بہت خوب! یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔" میں نے کہا۔ "زیدی صاحب! ــــ یہ غالباً آپ کی پہلی جاسوسی فلم ہے؟"

"جی نہیں۔ میں نے ایک ہدایت کار کی حیثیت سے اپنے کام کا آغاز ہی ایک جاسوسی فلم سے کیا تھا۔"

"کیا نام تھا اس کا؟"

"آگ اور خون۔" زیدی صاحب نے جواب دیا۔ "مگر چند وجوہات کی بنا پر وہ فلم مکمل نہیں ہو سکی۔"

"اس کے بعد آپ نے کون کونسی فلمیں بنائیں؟"

"نصیب اپنا اپنا، سالگرہ اور رم جھم میری قابلِ ذکر فلمیں ہیں۔"

"خوب!" میں نے سر ہلایا اور پھر کہا: "موجودہ فلم ــ یعنی دھماکہ میں آپ کو دو نئے اداکاروں سے کام لیتے ہوئے دشواری تو پیش آتی ہوگی!"

"جاوید میاں تو نئے ضرور ہیں لیکن مولانا کو آپ نیا نہیں کہہ سکتے۔ وہ پہلے بھی ایک فلم بنا چکے ہیں اور انھوں نے اس میں کام بھی کیا ہے۔"

"اوہو! میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ وہ کونسی فلم تھی مولانا!"

"توں جوں گا ہیوں۔" مولانا نے مسکرا کر کہا۔

"جی!" میں مولانا کی طرف جھک گیا۔

"اس کا مطلب ہے ــــ تیری باتیں سجن!" مولانا نے ہنس کر کہا۔

"تو وہ سندھی زبان کی فلم تھی؟"

"جی ہاں۔"

"گویا دھماکہ آپ کی دوسری فلم ہے؟"

"جی ہاں۔"

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ جمیسن کے علاوہ بھی کسی قسم کا کردار ادا کریں۔"

"کیوں نہیں جناب! ــــ اب فلم لائن میں آیا ہوں تو ایک ہی کردار کا ہو کر کیوں رہ جاؤں۔"

"دھماکہ کے بعد آپ ابن صفی صاحب کی کوئی اور کہانی بھی فلمائیں گے۔؟"

"یقیناً۔"

"اس صورت میں تو آپ کو اپنا موجودہ حلیہ برقرار رکھنا پڑے گا۔"

"میں اسے چھوڑنے کی خواہش بھی نہیں رکھتا۔"

"ہپی ازم کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔" میں نے ایک عجیب سا سوال کر ڈالا۔

"بہت ہی خطرناک رجحان ہے۔ یہ ایک ایسا زہر ہے جو ہمارے معاشرے میں بھی اب بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔"

"آپ اسے زہر سمجھتے ہیں؟"

"اور کیا سمجھا جائے؟ ــــ چرس، گانجا، کوکین، راکٹ اور اسی قسم کے دوسرے گھٹیا نشے زہر ہی تو ہیں۔ جو نئی نسل کو چاٹے ڈال رہے ہیں۔ گو کہ میرا حلیہ ہپیوں جیسا ہی ہے لیکن میں ان چیزوں سے بہت دور ہوں۔"

"یہ سن کر خوشی ہوئی مولانا ــــ اور میں اس بات سے بھی خوش ہوں کہ آپ بڑی اچھی اردو بول رہے ہیں۔ آپ کا تعلق سندھ کے کس علاقے سے ہے؟"

"جمیس آباد۔"

"بہت خوب!" میں نے بیساختہ کہا۔ "جمیس آباد کے جمیسن!"

جیمسن، رحمان اور ظفر الملک ــــ مصافحہ یوں بھی ہوتا ہے

میری اس بات سے مولانا بہت محظوظ ہوئے اور قہقہہ لگا کر بولے۔

"جیمس آباد کا جیمسن ــــ واہ ــــ!"

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ مزاحیہ اداکار نرالا اور کمال ایرانی آ گئے۔ علیک سلیک ہوئی۔ نرالا، ابن صفی صاحب سے گفتگو کرنے لگے اور میں قمر زیدی صاحب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"آپ کی اس فلم میں گانے کتنے ہیں زیدی صاحب!"

"پانچ۔ ان میں سے ایک غزل ابن صفی صاحب ہی کی ہے جو حبیب ولی محمد نے گائی ہے۔"

"پرسوں زرسوں سمر کلب میں شوٹنگ کے دوران وہ غزل میں سن چکا ہوں۔ ؎

راہ طلب میں کون کسی کا اپنے بھی بیگانے ہیں
چاند سے مکھڑے، رشکِ غزالاں سب جلتے پہچانے ہیں

میرا خیال ہے کہ یہ غزل بہت مقبول ہو گی۔ حبیب ولی محمد کی آواز نے اس میں چار چاند لگا دئیے ہیں۔"

"یہ غزل مجھے بھی بہت پسند ہے۔" مولانا بیچ بول پڑے۔ "میں نے ابن صفی صاحب سے اس غزل کے لئے اصرار کیا تھا اور انھوں نے یہ شرط لگا دی تھی کہ یہ غزل حبیب ولی محمد ہی گائیں گے چنانچہ میں نے ان کو بھی تیار کر لیا۔"

"آپ کی فلم کب تک مکمل ہو جائے گی؟"

"جون میں ہو جانا چاہیئے۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ چودہ اگست کو ریلیز ہو جائے۔"

"اس میں اداکار کون کون ہیں!"

"رحمان اور شبنم کے علاوہ قربان جیلانی، عرش منیر، نہال اور نبی وغیرہ۔"

"شائستہ قیصر بھی تو ہیں۔ سمر کلب میں ان کا رقص

فلمایا جا رہا تھا۔"

"وہ مہمان اداکار ہیں۔"

"اچھا، اچھا۔"

جاوید جو اس دوران چپ بیٹھے رہے تھے، اچانک بول پڑے۔

"صحیح معنوں میں صرف میں ہی ایک نیا اداکار ہوں۔ اس فلم میں!"

"جاوید صاحب! آپ کو دریافت کس نے کیا تھا؟" زیدی صاحب نے یا مولانا نے۔"

"یہ دراصل ہمارے کیمرہ مین مدن صاحب کی دریافت ہیں۔" مولانا نے بتایا۔ "وہی ان کو لے کر آئے تھے پھر ان کو ابن صفی صاحب کے پاس لے جایا گیا۔ منظوری تو انہی سے ملنا تھی۔"

"اور وہ مل گئی!"

"جی ہاں۔ ظاہر ہے، آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔" زیدی صاحب بولے۔

اچانک میرے ذہن میں ایک خیال ابھرا اور میں نے کہا۔

"مولانا! آپ سے میں ایک عجیب موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ بہت دن سے سوچ رہا تھا کہ کسی فلمساز سے ملاقات ہونے پر وہ موضوع چھیڑوں گا۔ خوش قسمتی سے آج مجھے وہ موقع مل ہی گیا ہے۔"

"ہاں ہاں۔ فرمائیے!" مولانا سنبھل کر بیٹھ گئے۔

"یہ بات اکثر میرے مشاہدے میں آئی ہے کہ ہماری یہاں کے فلم ساز فلم کے ہر شعبے میں دخل دیتے رہتے ہیں جبکہ میرے خیال میں ہونا یہ چاہیئے کہ فلم ساز ہر شعبے کے لئے کسی

جیمسن اور چند لڑکیاں "ریگی ٹمبا" ناچ رہی ہیں۔ ایک دھماکہ خیز ناچ۔

آدمی کا انتخاب کرتے وقت اسے بہت ٹھوک بجا کر دیکھ لے۔ اگر اسے مناسب نہ پائے تو رد کر دے اور اگر مناسب سمجھ کر اس کا انتخاب کر لے تو پھر اس کے شعبے کو اسی پر چھوڑ دے۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"دیکھئے صاحب!" مولانا بڑی سنجیدگی سے بولے۔ "یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ شطرنج کا کھلاڑی دو آدمیوں کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھے اور خاموش بیٹھا رہے۔"

اس مثال پر مجھے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ اور پھر کچھ سوچ کر میں نے اس بحث کو آگے بڑھانا مناسب نہیں سمجھا۔

مولانا نے اپنی گھڑی دیکھی۔ انہیں اپنے کیرہ مین صاحب سے ملنے جانا تھا۔ فلم ہی کے سلسلے میں کوئی ضروری کام تھا۔ اگر ہم لوگ اسٹوڈیو نہ پہونچ گئے ہوتے تو وہ کبھی کے جا چکے ہوتے۔ بہرحال انہوں نے اجازت چاہی قمر زیدی صاحب اور جاوید بھی ان کے ساتھ ہی جانے والے تھے لیکن وہ میری اور ابن صفی صاحب کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے رک گئے۔

میں نے زیدی صاحب سے کہا: "اس روز سمر کلب میں میں نے ریگی ٹمبا نامی رقص کا بڑا شہرہ سنا تھا۔ وہ رقص کیا آپ کی اختراع ہے؟"

"جی نہیں۔ اس کا خیال ابن صفی صاحب کے ذہن میں آیا تھا اور اس خیال کو عملی جامہ ہمارے ڈانس ڈائرکٹر دیو کمار نے پہنایا ہے۔"

"یہ رقص کس قسم کا ہے؟"

"بہت ہی طوفانی انداز کا۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ ایک نئی چیز ہوگی!"

"قطعی ——— اور اس کے علاوہ بھی آپ کو اس فلم میں بہت سی نئی چیزیں نظر آئیں گی ——— یہ فلم سچ مچ دھماکہ ثابت ہوگی ——— چونکا دینے والی بہت سی باتیں ہیں اس میں۔ مثلاً رحمان اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ دلن کے روپ میں آ رہے ہیں۔"

"مجرم کی حیثیت سے؟"

"جی ہاں۔ وہ ایک گروہ کے سرغنہ ہیں۔"

"یہ تو واقعی ایک دھماکہ خیز بات ہے۔" میں نے کہا۔ "اس فلم کو بنانے میں آپ کو ابن صفی صاحب کے ناولوں سے بھی کافی مدد ملی ہوگی۔"

"خود ابن صفی صاحب ہی میری مدد کرتے رہے ہیں۔"

"آپ کے خیال میں شوٹنگ کے وقت مصنف کی موجودگی کس حد تک ضروری ہوتی ہے۔"

"بہت ضروری۔"

پھر زیدی صاحب کمال ایرانی کی طرف متوجہ ہو گئے جاوید میرے برابر میں آ بیٹھے۔ ابن صفی صاحب بدستور نرالا سے گفتگو میں مصروف تھے۔

میں نے جاوید سے کہا: "آپ مجھے اس فلم کے کچھ اسٹل فوٹو گراف مہیا کریں۔ وہ میں اپنے پرچے کے ابن صفی نمبر میں شائع کروں گا۔"

"ضرور ——— ضرور ——— ابھی لیجئے!"

جاوید نے فوٹو گراف منگوا کر مجھے دئے۔ وہ پچیس تیس تھے۔ میں نے ان میں سے سات کا انتخاب کیا، اور باقی واپس کر دئے۔

گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ میں نے جاوید سے پوچھا۔

"آج کل فلم کے علاوہ آپ کی مشغولیات کیا ہیں؟"

"تعلیم"

"یہ سلسلہ کہاں تک پہونچ چکا ہے؟"

"بی اے تک۔"

"اگر آپ فلم لائن میں نہ آتے تو کیا کرتے؟"

"میرا ارادہ امریکہ جانے کا تھا لیکن اب میں وہ خیال ترک کر چکا ہوں۔"

"ظاہر ہے کہ اس کی وجہ فلمی مصروفیت ہوگی!"

"جی ہاں۔"

"اچھا یہ بتایئے جاوید صاحب کہ اس فلم میں جذباتی قسم کا کوئی رومانی منظر بھی ہے؟"

"جی نہیں۔ ابن صفی صاحب نے اپنی کہانی میں فرسودہ قسم کے روایتی رومان کو بالکل جگہ نہیں دی۔"

"گویا شبنم سے آپ کا رومان بہت ہلکا پھلکا سا ہے۔"

"جی ہاں ـــــ بہت نیچرل قسم کا۔"

"میرا خیال ہے کہ دھماکہ کی تقلید بہت سے فلمساز کریں گے۔"

"جی ہاں۔ ہماری فلم انڈسٹری میں تو بھیڑ چال ہے۔"

گفتگو یہیں تک پہونچی تھی کہ نرالا اور کمال ایرانی اٹھ کھڑے ہوئے ـــ غالباً انہیں کسی فلم کے سیٹ پر جانا تھا۔ ان کے جانے کے بعد ابن صفی صاحب مجھ سے بولے۔

"اقبال! میرا خیال ہے کہ اب ہمیں بھی چلنا چاہئے، یہ لوگ بھی کہیں جانے والے ہیں۔"

"جی ہاں چلئے!"

اور اس طرح یہ دلچسپ نشست اپنے اختتام کو پہونچی

ظفر الملک اور شبنم ـــ ایک رومانی منظر